

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عصر کی پیغام

۱۴۲۳ھ

سورۃ العصر کی تفسیر کی روشنی میں حالات حاضرہ کا منظوم جائزہ و تقاضا

مرتبہ و مصنفہ : محمد امان علی ثاقب صابری حیدر آبادی

زیر اہتمام : فیضان ولایت ٹرسٹ حیدر آباد

سن اشاعت : ۱۴۲۳ ہجری ۲۰۰۲ عیسوی

ہدیہ : تیس روپے (Rs.30/-) سکہ ہند

ملنے کا پتہ : 22-8-481 پرانی حویلی، حیدر آباد-۲

فون : 4573471

کمپیوٹر کتابت : SAM کمپیوٹرز، مغلوڑہ، حیدر آباد۔

فون : 4568373، میل : 98480-30272

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عصر کی پیغام

۱۴۲۳ھ

سورة العصر کی تفسیر کی روشنی میں حالات حاضرہ کا منظوم جائزہ و تقاضا

مرتبہ و مصنفہ : محمد امان علی ثاقب صابری حیدر آبادی

زیر اہتمام : فیضان ولایت ٹرسٹ حیدر آباد

سن اشاعت : ۱۴۲۳ ہجری ۲۰۰۲ عیسوی

ہدیہ : تیس روپے (Rs.30/-) سکہ ہند

ملنے کا پتہ : 22-8-481 پرانی حویلی، حیدر آباد-۲

فون : 4573471

کمپیوٹر کتابت : SAM کمپیوٹرز، مغلیہ، حیدر آباد۔

فون : 4568373، میل : 98480-30272

بسم الله الرحمن الرحيم

تفصیل موضوعات

- (۱) - مقدمہ از: محترم ڈاکٹر رحیم الدین کمال صاحب
- (۲) - تقریظ از: محترم ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی صاحب
- (۳) - تاثرات از: محترم ڈاکٹر میر نجم الدین علی خاں صاحب
از: محترم جناب مصلح الدین سعدی صاحب
از: محترم مولانا سلیمان سکندر صاحب
- (۴) - تحریک عصری پیغام از: ثاقب صابری (صفحہ ۱)
- (۵) - تفسیر سورہ والعصر ماخوذ از: تفسیر قادری (صفحہ ۵)
- (۶) - عصری پیغام منظوم سورہ والعصر کی روشنی میں حالات
حاضرہ کا جائزہ و تقاضا۔ از: ثاقب صابری (صفحہ ۲۴)
- (۷) - وقت کا تقاضا منظوم: تاریخ اسلام کا جائزہ اور تقاضا (صفحہ ۳۳)
- (۸) - تعارفات (صفحہ ۵۵)
- (۹) - ہدیہ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از: محترم المقام علامہ ڈاکٹر رحیم الدین کمال صاحب دلی اللہی دامت
برکاتہم العالیہ

کلام پاک کا ایک معجزہ یہ ہے کہ ہر عہد میں کلام پاک کی
کسی نہ کسی آیت یا سورۃ کی عصری کشفی اہمیت نمایاں ہو جاتی ہے
تاکہ اس عہد کے بحران سے نجات پانے کے لیے انسان کی
رہنمائی ہو۔ عصر حاضر کا سب سے بڑا اور خطرناک بحران ایمان
اور کردار کا بحران ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری انسانیت کرب و
الم میں مبتلا ہے۔ ہر شخص کے لیے خواہ وہ کتنا ہی اپنے آپ کو
عصری آلائشوں سے بچا کر زندگی گزارنا چاہے یہ بات تقریباً ناممکن
ہوگی اس لیے کہ ہمارا سارا معاشرہ طرح طرح کی خرابیوں اور آلائشوں
میں مبتلا ہے اور اس کا اثر انفرادی زندگی پر بھی پڑنا لازمی ہے۔

سورہ العصر میں عہد حاضر کے لیے ایک معجزاتی منہویت ہے
اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے عصر کی قسم پر صاف لفظوں میں یہ
بتا دیا ہے کہ انسان بے شک خسارے میں ہے اور اس خسارے

سے وہی انسان محفوظ و مامون رہ سکیں گے جو صاحب ایمان ہیں اور ان کے اعمال صالح ہیں اور وہ حق بات کہنے کی جرات رکھتے ہیں اور حق کی مدافعت کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں اور مصائب میں صبر کرتے ہیں۔ اس سورۃ کا لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے العصر یعنی تاریخی وقت کی قسم کھا کر انسانیت پر واضح کر دیا ہے کہ انسان اگر ایمان نہ لائے اور اعمال صالحہ پر عمل نہ کرے تو تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ایسے افراد اور قومیں خسارہ اٹھاتی ہیں۔ قرآن پاک میں وقت کے لیے عصر اور دہر کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ دہر وہ وقت دوران ہے جو ازل سے ابد تک جاری ہے اور عصر سے تاریخی وقت مراد ہے اور تاریخ وقت کا اس لیے ذکر ہے کہ تاریخ عالم میں مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کے عروج و زوال سے انسان عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن پاک میں مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی مثالیں دے کر انسان کی صحیح کردار کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ عہد حاضر کے سب سے بڑے بحران کی زد میں انسانی کردار ہے اس لیے سورہ العصر کی اہمیت اور اس کے کشفی مضمرات پر غور کرنے ہی سے انسانی نجات کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ یہ کوئی معمولی مرحلہ نہیں ہے جس

کا ایمان جتنا مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے اس کے لیے آزمائشیں بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہیں اور ان آزمائشوں سے کامیاب گزرنے کے بعد ہی انسان یقیناً صاحب کردار بن جاتا ہے۔ حالات کتنے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں جن کا ایمان پختہ ہے وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کی ڈوری کو مضبوطی سے تھام کر حق کی راہ چلتے ہیں اور حق کی مدافعت کرنے سے گریز نہیں کرتے ایسے ہی کردار کے حامل انسان اپنے ماحول اور عہد کو متاثر کر سکتے ہیں۔ میری فارسی غزل کے ایک شعر میں صاحب کردار کی تصویر اس طرح چھینچی ہے :

تابنا کی برجین و دلنوازی در نگاہ

مابدانان سحر یک جلوہ جانا نہ ایم

جن کا ایمان پختہ ہے اور کردار عظیم و اعلیٰ ہے ان کی شخصیت یقیناً با اثر ہوتی ہے اور وہ اپنے ماحول کو یقیناً متاثر کر سکتے ہیں۔ صاحب ایمان اور صاحب کردار کی یہی خصوصیت ہے کہ وہ صاحب عصر کی تلاش میں رہتا ہے اور شب و روز اس کے لیے دعا بھی کرتا رہتا ہے۔

میری ایک فارسی رباعی میں ایسی ہی دعا کا اشارہ دیا گیا ہے :

اے ساقی من سے بدہ نو روز است

در جام رخ فردا دل افروز است

از نالہ روز و شہم می آرم
یک مرد نو کہ صاحب امروز است

اس لیے جو اہل ایمان ہیں وہ سارے مصائب اور مشکلات
کے باوجود مایوس نہیں ہوتے۔ اگر ان کا کردار اور ایمان مضبوط
ہے تو اللہ تعالیٰ غیب سے ان کی مدد کرتا ہے۔

میرے دوست جناب ثاقب صاحب نے سورہ والعصر کی
روح کو اپنے اشعار میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ایک
مشاق شاعر ہیں ان کی یہ کوشش بار آور بھی ہوئی ہے اس
کوشش کی عصر حاضر میں اس لیے اہمیت ہے کہ کلام پاک کے
اس معجز نما سورۃ سے کما حقہ آگئی ہو اور ہر انسان کو اس سورۃ پاک
کی وسعت و اہمیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ شعری پیکر اور اظہار بیان دل
کش بھی ہوتا ہے اور اثر آفرین بھی۔ اس لیے میں ثاقب صاحب کو
مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کا یہ کلام اپنا اثر دکھائے
گا۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ڈاکٹر رحیم الدین کمال

”ڈاکٹر“ روڈ نمبر ۱۱، بنجارہ ہلز، حیدر آباد

بسم الله الرحمن الرحيم

تقریظ

از: محترم مولانا ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی (پی ایچ ڈی)
سابق صدر شعبہ عربی انوار العلوم کلج و صدر ادارہ فروغ تعلیم و اخلاق
و صدر نادى الهادى حیدر آباد

الحمد لله الذى سهل العباد طريق العبادة ويسر - وزكى
ابدانهم بالصلوة و الزكوة من دون السيئات وطهر - وقال الله
عز وجل والعصر - ان الانسان لفى خسر - الا الذين امنوا و
عملوا الصلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - اشهدان لا
اله الا الله و اشهدان سيدنا و سيدنا محمدا صلى الله عليه وسلم
سيد الخلائق و البشر - و على اله و ازواجه و صحبه الخير -

اللہ عز و جل کا معجز نما کلام قرآن ساڑھے چودہ سو سال قدیم
ہونے کے باوجود آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی مشعل راہ ہے
اور انشاء اللہ قیامت تک لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

قرآن حکیم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات میں سے سورۃ العصر کی صرف تین آیات اگر ہم سمجھ کر پڑھ لیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارے لیے کافی ہے۔ حضرت امام ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ العصر کے تعلق سے یہ فیصلہ کن بات فرمائی کہ ”اگر اللہ تعالیٰ پوری قرآن نہ نازل فرماتا اور صرف سورۃ العصر نازل فرماتا تو یہ ہمارے لیے کافی ہوتا۔“ مختلف مفسرین نے اس چھوٹی سورت کی تفسیر مختلف انداز میں کی ہے۔ اس میں ایک اضافہ جناب محمد امان علی ثاقب صابری نے یہ کیا کہ اس کا منظوم ترجمہ دلکش پیرائے میں کیا۔ ابتداء میں تحریک پیغام عصر کے عنوان سے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منظوم معروضہ اس طرح پیش کیا۔

سرکار بلالو مری تقدیر جگادو

انوار رسالت کا وہ دربار دکھادو

سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)

صابری صاحب کے بموجب حج کے دوران منیٰ میں نماز

مغرب میں امام صاحب نے سورہ عصر کی تلاوت کی اور یہی تحریک

کا باعث ہوئی۔ ثاقب صابری صاحب نے اشعار سے قبل سورہ

عصر کی سترہ صفحات پر تفسیر بھی شریک کی ہے۔ تفسیر کی تفصیل سے صرف نظر آپ نے درمیان میں آیات کے موزوں حصے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حوالے بھی دیتے تو بہت مناسب تھا۔ اس تفسیر کو سات اجزاء میں تقسیم کیا گیا جو نہ صرف سہل اور عام فہم ہے بلکہ قلوب پر اثر ڈالتی ہے۔۔

”عصری پیغام“ منظوم جائزہ و تقاضہ کے عنوان پر شاقب صاحب (بادن) ۵۷ اشعار تحریر کئے ہیں جو واقعی موثر اور دلنشین ہیں۔ ابتداء میں کچھ اشعار تمہیدی باندھ کر اصل مطلب کا آغاز اس شعر سے کیا ہے۔

تقاضائے والعصر پر غور کر لیں

تو مل جائے گا درد کا اپنے درماں

اس میں آپ نے عصر حاضر کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے بامری مسجد کی شہادت، فلسطینیوں پر یہودیوں کے مظالم کے علاوہ بوسنیا اور چیچنیا کے مناظر کی بھرپور عکاسی کی ہے۔۔

کتاب کے آخر میں جناب محمد امان علی شاقب صابری

نے ایک مسدس پیش کی ہے جو واقعی وقت کا تقاضہ ہے۔ اس میں آپ نے مسلمانوں کی بے راہ روی، فرائض سے دوری اور بجا رسومات کی پابندی کا تذکرہ کیا ہے اور معروف شخصیتوں کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جن میں خلفائے راشدین، تابعین، اولیائے کاملین اور مشہور سلاطین شامل ہیں۔

میں اپنی تقریظ کو ثاقب صابری کے شعر پر ختم کرتا ہوں جس میں آپ نے بجا کہا ہے۔

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضہ یہی بھائیو

ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی

دارالہدیٰ، سبزی منڈی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از: محترم المقام ڈاکٹر میر نجم الدین علی خاں صاحب (پی ایچ ڈی)
المخاطب حضرت نجفی شاہ صاحب

محمد امان علی نام، ثاقب تخلص۔ خانقاہی سلسلہ میں آپ
سلسلہ صابری سے ملحق ہیں۔ علمی و ادبی حلقے آپ سے بخوبی
واقف ہیں آپ محتاج تعارف نہیں۔ طبقہ شعراء میں کافی مقبول
ہیں۔ آپ کی منظومات پڑھنے سے ایسا تاثر پیدا ہوتا ہے کہ آپ
خدا داد صلاحیت کے حامل ہیں۔ ہر وقت آمد ہی آمد ہے بس چھیر
جذبہ کو ہو جائے اور شعر حاضر ہے۔ میں ادیب ہوں نہ شاعر گننام
ہستی ہوں۔ معلوم ہونے پر کہ آپ طبقہ مشائخ میں بھی ممتاز مقام
رکھتے ہیں اور باکمال شاعر بھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسبت
سلسلہ کس قدر مضبوط و مستحکم ہے۔ عصری پیغام (منظوم جائزہ) کا
ماخذ سورۃ العصر ہے۔ ابتدائے اسلام سے آج تک عالم اسلام میں

محدود اندازہ کے مطابق ایک ہزار تفسیریں لکھی گئی ہوں گی مثلاً
 تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر قرآن بالا حدیث تفسیر نحوی، تفسیر
 منزلہ جیسے الکشاف، اعشاریہ، تفسیر صوفی علماء اور اسی قسم کے کئی
 لوگ ہیں۔ ہندوستان میں پڑھائی جانے والی تفاسیر میں الکشاف،
 بیضاوی، تفسیر امام زاہد، تفسیر بحر مواج، تفسیر حقانی، تفسیر اشرف
 علی تھانوی، تفسیر عبدالباری وغیرہ اہم ہیں مطالعہ کرنے سے ان
 تفاسیر میں یگانگت کی بجائے کہیں کہیں اختلاف نظریات و عقائد
 پائے جاتے ہیں ایسے میں ثاقب صاحب نے تفسیر العصر کو منظوم
 کرنے کی ہمت کی ہے لیکن عصری پیغام پڑھنے سے مجھے صرف
 یہی تاثر ملا۔ امنو و عملوا الصالحات کی ترغیب دی گئی ہے۔ سورۃ
 والتین میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم
 اس طرح ہے امت میں ۳ فرقے ہوں گے ۲، ناری اور ایک فرقہ
 ناجی ہوگا۔ آج کل مسلمانوں میں فرقہ بندی اس حدیث کو بار بار یاد
 دلاتی رہتی ہے۔ لیکن ثاقب صاحب نے پیام و العصر کو کھلے الفاظ
 میں بیان نہیں فرمایا البتہ و تواصو بالحق و تواصو بالصبر کو
 آپ نے منظوم کیا ہے۔ رہیں حق پہ ہم حق کی تلقین کے ساتھ۔

اس آیت کے تحت حق پر رہنے کا پیام نہیں ہے۔ بلکہ حق کی تبلیغ کرنی ہے اور اس عمل میں اپنی ذلت کو صبر کر کے برداشت کرتا ہے۔ اس طرح والعصر میں چار باتیں ہوتیں۔ ایمان لانا، عمل صالح کرنا، تبلیغ حق کرنا اس باب میں تکالیف اور ذلت کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ثاقب صاحب والعصر کا مکمل پیام انسانیت کو کھلے انداز میں پہچانے میں قدرے پیچھے ہیں۔

افغانستان میں طالبان نے جس قسم کی حکومت قائم کی تھی اس کو پڑھنے سے خلافت راشدہ کی جھلک ملتی ہے لیکن اس کے باوجود ان پر ستم کے پہاڑ ٹوٹے۔ اس کا سبب ڈھونڈنے کی اہم ضرورت ہے۔ جب اللہ کی نافرمانی خواہ ایک بات میں ہی کیوں نہ ہو یا اتباع رسالت کا احترام ان معنوں میں نہ ہو کہ اسے سبک سمجھ کر چھوڑ دیا گیا اللہ کے غضب و قہر کو جوش آتا ہے اور وہ ان لوگوں کو ذلت کے غار میں ڈھکیل دیتے ہیں۔ قرآن صاف الفاظ میں اس وقت مسلمانوں کو خبردار کر رہا ہے جب کہ انہیں عزت سے نوازا جانے والا تھا یعنی جہاد۔ اس کی تیاری اور ہر وقت حالت جنگ میں ہونا لیکن ہم ہر وقت حالت آرام میں چلے گئے۔ موت سے

گھبرانے، ڈرنے لگے۔ اللہ اور رسول کی بے وقعتی کا ہم کوئی
جواب نہیں دے سکتے۔

بہر حال ثاقب صاحب نے جو میدان بدلا ہے اللہ کرے
انہیں راس آئے۔ زبان عربی سے واقفیت، قرآن پر اس طرح عبور
کہ گویا حافظ ہیں۔ احادیث میں بھی ید طول رکھنا، فقہ کے ابواب
میں مہارت ہونا ضروری ہے۔ تب ہی تفسیر شرح صدر سے ہوتی
ہے پھر اسے منظوم کرنا بہتر ہوگا۔

ثاقب صاحب نے جو کوشش فرمائی ہے بحیثیت مجموعی
لائق تحسین ہے اللہ انہیں علم و فہم و بصیرت سے نوازے تاکہ وہ
اس اچھے سے اور اچھا عوام میں پیش کر کے ان کے شعور کو بیدار
کر سکیں۔ اور تبلیغ حق کا حق پورا کر سکیں۔ آمین۔

راقم الحروف
ڈاکٹر نجم الدین علی خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از: مفکر اسلام ماہر اقبالیات

حضرت علامہ مصلح الدین سعدی صاحب مدظلہ

جناب محمد امان علی ثاقب صابری حیدر آبادی کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت آشنا دل سے سرفراز کیا ہے۔ اس دل درد مند کی جلوہ نمائی ان کے اشعار میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔ وہ نثر کی طرح شعر لکھنے پر قادر ہیں۔ حیدر آباد کی علمی اور ادبی محفلوں میں اپنی فی البدیہہ قادر الکلامی کے لیے یہ خاصے مشہور ہیں۔ محفل میں کسی بھی شخصیت پر یہ فی الفور اپنا منظوم تاثر پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔

ان کا تعلق اہل دل کے اس کارواں سے ہے جو اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق اور اس کی رضا کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔ انسانی اقدار کی ضرورت اور روحانی بصیرت کے قائل ہیں۔ اس دور فتنہ و فساد میں وہ اہل ایمان کی حالت زار کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کے اصول حیات پر بھی تنقیدی

نظر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عصری پیغام جیسی کامیاب تحریر
پیش کرنے پر قادر ہوئے۔۔

قرآن مجید کی سورت العصر نے ان کو آج کے موجودہ ماحول
پر ایک خاص انداز سے غور کرنے پر مجبور کیا۔ وہ حال و قال کی
باریکیوں سے گزر کر پیام کی منزل تک پہنچ گئے اور ایک کتاب تیار
ہو گئی۔ نثر و نظم کا یہ انتخاب آج کے حالات میں نہ صرف مطالعہ
کا طالب ہے بلکہ اس مواد پر عمل کرنے کی بھی شدید ضرورت ہے
۔ اللہ تعالیٰ سے مری دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو شرف قبولیت
عطا فرمائے آمین۔۔

مصلح الدین سعدی
سوریہ نگر کالونی، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از: محترم المقام مولانا سلیمان سکندر صاحب

نائب صدر مجلس تعمیر ملت حیدرآباد

قرآن کریم میں سورہ عصر ساری کتاب کا ایک خلاصہ نظر آتی۔ اللہ پاک کا کلام اس کے ایک ایک لفظ کا احاطہ کرنا سمجھنا سمجھانا انسان کے بس کی بات نہیں مگر توفیق ہوتی ہے تو سارے مرحلے آسان ہو جاتے ہیں۔ اس سورہ مبارکہ میں انسان کا تعلق زمانہ سے، تاریخ سے، حسب قدر گہرا ہے۔ اس کا واضح اشارہ سورہ عصر میں ملتا ہے۔ آج کی دنیا کا انسان مادی ترقی کے ناطے حیات انسانی کے تمام گوشوں پر دسترس حاصل کر گیا ہے مگر قرآن پاک کے اس فرمان الہی کی رو سے وہ گھائٹے اور خسارے میں ہے اگر ایمان سے محروم ہے۔

آج کی دنیا میں ہر صاحب ایمان کی ہر قسم کی مایوسی اور

ناامیدی سے چھپنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنے ایمان کو عمل
 کے ذریعہ رنگین بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔ ہمارے دوست جناب
 ثاقب صاحب نے سورہ عصر کی تاویلات اور توجہیات میں اپنے
 منظوم انداز بیان میں بہت سی باریکیوں کو سامنے لایا ہے۔ اس
 ساری منظوم کوشش میں ایک پیام کو بھی پیش کرنے کا ڈھنگ
 جو دکھائی دیتا ہے وہ اپنی جگہ نرالا عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔
 شاعر نے عصر حاضر میں سورہ عصر کو وقت کا ایک محاسبہ بنانے کی جو
 ایک طالب علمانہ حیثیت میں کوشش کی ہے وہ قابل قدر ستائش
 ہے بہر حال آج کا انسان سب چکھ بن جانے کے باوجود خسران کا
 شکار کیوں ہے اس کی ایک گہری اور عمیق انداز میں جھلک ثاقب
 صاحب کے اشعار میں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے استفادہ
 کی توفیق بخشے اور شاعر ثاقب صاحب کو اجر بخشے۔

سلیمان سکندر

(مجلس تعمیر ملت)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تحریک عصری پیغام

فبروری ۲۰۰۲ء کے دوران واقع ہونے والے حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لیے حکومتی اجازت کے حصول کی کوشش میں ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۵/ فبروری ۲۰۰۲ء بروز جمعہ کو سعودی دارالحکومت ریاض میں موجودگی اور حصول اجازت میں تعطل نے بعد نماز جمعہ اپنے مقام دہران واپس ہوتے ہوئے سرور کو نین ﷺ کی جناب میں یوں معروضہ منظوم ہوا۔

سرکار بلالو مری تقدیر جگادو انوار رسالت کا وہ دربار دکھادو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم ﷺ

اصحاب نبوت و دلایت کا تصدق حسنین کا صدقہ مجھے خیرات دلا دو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم ﷺ

یہ چشم تمنا ہے طلبگار تجلی اپنے کف پا کا اسے دیدار کرا دو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم ﷺ

نعتوں کی یہ توفیق تمہاری ہی عطا ہے سرکار مری فکر کو تنویر رضا دو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم ﷺ

میں غوث و خواجہ کی غلامی کا علمدار جو مانگ رہا ہوں مجھے اس سے بھی سوادو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم ﷺ

ماقب کی گزارش مرے سرکار یہی ہے عمرے تو کرائے ہیں کئی حج بھی کرا دو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم ﷺ

اس معروضے کو دوراں سفر گنگناتے ہوئے۔ دہران واپس ہوا۔
دوسرے دن ۴/ ذی الحجہ کو شام میں سرکار دو عالم ﷺ کی غلام نوازی
سے حج کی ادائیگی کا اجازت نامہ ایک داخلی معلم صاحب کے ذریعہ
حاصل ہوا۔ اور ۵/ ذی الحجہ کو عازم حج ہو کر براہ جدہ ۶/ ذی الحجہ کی شام
مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف میں عمرہ ادا کیا۔ طواف کی سرشاری
کے دوران روح پرور اشعار کی موزونیت کا سبب بنا جو یہ ہیں:

یہ کیف عمرہ اور حج میں دل ہیں سب کے شادماں
ہیں لاکھوں بندگان رب رواں دواں رواں دواں

وہ ذات حق ہے اجدیت ہے شان شان کن فکاں

رضا ہے لوح اور قلم ہے عرش اس کا آستان

عرب کے بھی عجم کے بھی زمیں کے گوشے گوشے کے

نظر میں آرہے ہیں سب حرم میں شکل کہکشاں

زباں پہ نعرہ لبیک ، طوافِ شکل پروانہ
 ہیں ایک ہی لباس میں، یہ رب کے سارے بندگاں
 نبی ﷺ کے ہم غلاموں کو ہے ناز اپنے بخت پر
 خدائے ذوالجلال بھی ہیں کتنے ہم پہ مہرباں
 خلیل اور ذبیح کی وہ یاد دلنواز میں
 سجا ہے زیرِ آسمان ، رحمتوں کا سائباں
 زمیں بنی عروس تو ، وہ آسماں ہے محو دید
 وہ رشک کر رہی ہے دیکھ کر ، بہارِ جاوداں
 پہونچ ہی جائیں گے یہ سارے ساحلِ مراد پر
 لگے ہیں کشتیوں پہ یہ جو نسبتوں کے بادباں
 زمیں قدس و ہند پر ، کرمِ طفیلِ مصطفیٰ
 نہوگی فکرِ دشمنان ، جو رب ہو ہم پہ مہرباں
 میں ثاقبِ حقیر ہوں ، کروں گا شکر کیا بیاں
 کرم کو تیرے سجدے کر رہے ہیں میرے قلب و جاں

۷/ ذی الحجہ کی رات میں منیٰ کے کیمپ میں خیمہ زن ہوئے اور

۱۲/ ذی الحجہ کی سہ پہر تک قیام پذیر رہے۔ ۸/ ذی الحجہ کی نمازِ مغرب میں
 سورہ عصر کی امام صاحب نے تلاوت کی۔ اس کی سماعت نے احساسات

میں ایک تحریک پیدا کی۔ ان مختصر آیتوں کے مفہوم نے ان کی وسیع تفسیر کی جانب ذہن کو متوجہ کیا۔ دور حاضر میں ساری دنیا میں مسلمانوں کے احوال و مصائب پر نظر پڑی اور دل غور و فکر میں منہمک ہوا۔ اور منشاء ایزدی کے عرفان نے فکر شعری کو متحرک کیا اور اشعار کا ایک تسلسل آمد کی شکل اختیار کیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ان اشعار کو قلمبند کرتا رہا جو ایک طویل نظم پر مشتمل ہوئے۔ میں اس احساس کو اپنے مالک کی مرضی کے تابع سمجھ کر اس نظم کو پیغام عصر سے موسوم کیا۔ حیدر آباد واپسی کے بعد محترم جناب عرفان اللہ صاحب نوری سے اس پیغام کے بارے میں تذکرہ رہا۔ موصوف نے اظہار خوشنودی کے ساتھ اعداد ابجد کو جوڑ کر مبارکباد دی کہ عصری پیغام کا مادہ تاریخ ۱۳۲۳ ہوتا ہے۔ اور یہ مشورہ دیا کہ منشاء رحمان سمجھ کر اس کو اپنے برادران ملت کے مطالعہ کے لیے کتابی شکل میں شائع کرایا جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کی تعمیل میں تفسیر قادری سے ماخوذ سورہ عصر کی تفسیر کو شامل کر کے منظوم عصری پیغام کے ساتھ منظوم وقت کا تقاضا نظم جو سابق میں طبع ہوئی تھی اس کو بھی شامل کر کے کتابی شکل دی گئی ہے۔ جس کے لیے میں اپنے مالک کی عنایت کا شکر گزار ہوں اور برادران ملت سے دعائے خیر کا طلب گار ہوں۔۔۔

شاعر پیغام عصر

محمد امان علی ثاقب صابری حیدر آبادی

تفسیر سورہ عصر

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

والعصر O ان الا نسان لفی خسر O الا الذین امنوا
وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
قسم ہے زمانے کی بے شک انسان گھائے میں ہے مگر جو لوگ کہ یقین لائے
اور کئے اچھے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچ کی اور آپس میں تاکید
کرتے رہے سہنے کی۔

العصر سے مراد زمانہ ہے: بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ والعصر سے الدھر یعنی
پورا زمانہ مراد ہے۔ کسی زمان خاص کی تخصیص نہیں۔ اس قول کی تائید میں حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ آپ نے بعض اوقات یوں فرمایا
: والعصر نواب الدھر قسم ہے زمانے کی یعنی زمانے بھر میں جو واقعات و حالات اور
حوادث نوبت بہ نوبت یکے بعد دیگرے پیش آتے رہتے ہیں۔ گویا آپ نے
والعصر کی تفسیر نواب الدھر سے فرمائی۔ نیز اس قول کی تائید اس طرح بھی ہوتی
ہے کہ زمانہ اگرچہ بظاہر ایک معدوم شئی معلوم ہوتا ہے جس کا خارج میں کوئی وجود
خاص نہیں بائیں ہمہ اس میں عجب و عجب واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ کل تک
ایک قوم دنیا میں ذلیل اور ناقابل ذکر خیال کی جاتی تھی۔ آج اس کی دنیا میں

بڑی قدر و منزلت ہے۔ ہر شخص کی زبان پر اس کا چرچا ہے۔ اس کے برعکس کل تک کسی کی حکومت بڑے رعب و جلال کے ساتھ قائم تھی۔ آج اس کا کوئی ذکر نہیں۔ قوموں کا عروج و زوال روز و روز کا تبدل احوال موسم کا تغیر موت و حیات روشنی و تاریکی وغیرہ یہ تمام امور ہمہ اسی زمانے کی نیرنگی کے کرشمے ہیں۔ چونکہ زمانے کا کوئی خاص وجود خارجی نہیں معلوم ہوتا اس لئے وہ ساکن یعنی غیر متحرک معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ بڑی تیزی کے ساتھ رواں ہے۔ اسکی جو آن گزر جاتی ہے پھر پلٹ کر نہیں آنے پاتی بلکہ دوسری نئی آن ہی سے سابقہ رہتا ہے۔ دنیا کی ایک ایک چیز فنا ہوتی نظر آتی ہے مگر زمانہ فنا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس سے زمانہ کی طوالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ استاد جلیل نے کیا خوب فرمایا:

زمانہ ہے کہ گزرا جا رہا ہے یہ دریا ہے کہ بہتا جا رہا ہے

ایک عرب شاعر کہتا ہے:

واری الزمان سفينة تجرى بنا

نحو المنون ولا نرى حرکاته

میں زمانے کو خیال کرتا ہوں کہ وہ ایک کشتی یا جہاز ہے جو ہم سب کو اس میں سوار کر کے موت کی سمت تیزی سے رواں دواں ہے اس کے باوجود اس کی حرکت ہمیں نظر نہیں آتی۔

زمانہ کی اہمیت: العصر یعنی زمانے کی قسم اس لئے کھائی گئی کہ انسان کو جو مصائب

اور آفات پہنچتے ہیں ان کو وہ زمانے کی طرف ہی منسوب کرتا ہے اور شکایت کرتا رہتا ہے کہ عجب زمانہ سے سابقہ پڑ رہا ہے کہ مجھے ایسی تکالیف اور نقصانات کا منہ دیکھنا پڑا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی اسی زمانے کو گواہ رکھ کر اس سورت شریفہ کی ابتدا فرمائی کہ واقعی زمانہ ایک مہتمم بالشان حقیقت ہے لیکن مصائب و آلام اور نفع و ضرر کو زمانے کی طرف منسوب کرنا اور اس کی شکایت کرتے رہنا صحیح نہیں بلکہ اس کا اصلی سبب انسان کی کوتاہ فہمی اور سوء تدبیر ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا: مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مَصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ تَمَّ كُوجُو كُوٰی مَصِیْبَتِیْ پھنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا: لَا تَسْبُوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ۔ زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔ یعنی زمانہ کی گردش اسی کے ہاتھ ہے تم اچھا کام کرتے رہو تو زمانہ بھی تمہارا ساتھ دیگا ورنہ اپنے کئے کو آپ بھگتے جاؤ۔

العصر سے مراد امتہ مرحومہ کا عہد: بعض مفسرین کرام نے العصر سے امتہ مرحومہ کا عہد مراد لیا ہے جو ائم سابقہ کے عہد کے مقابلے میں نماز عصر کے وقت کی نسبت رکھتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی اس حدیث صحیح میں ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِیْمَا سَلَفَ قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ اَوْ تِی

اهل التوراة التوراة فعملوا حتى اذا انتصف النهار
عجزوا فاعطوا قيراطا قيراطا ثم اوتى اهل الانجيل
الانجيل فعملوا الى صلاة العصر ثم عجزوا فاعطوا
قيراطا قيراطا ثم اعطينا القرآن فعملنا الى غروب
الشمس فاعطينا قيراطين قيراطين - حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنه فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ امم سابقہ کے مقابلے میں تمھاری بقا کی نسبت اتنی ہی
ہے جتنی کہ نماز عصر سے غروب آفتاب کے درمیانی مدت ہے۔ تورات والوں کو
تورات شریف دی گئی وہ اس پر (صبح سے) عمل پیرا رہے۔ جب نصف النہار
ہوا تو وہ تھک گئے (اور کام چھوڑ دیا) لہذا ان کو ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر انجیل
والوں کو انجیل مقدس دیا گیا وہ اس پر (نصف النہار) سے عمل کرتے رہے۔
جب عصر کا وقت آیا تو وہ بھی تھک کر بیٹھ گئے۔ ان کو بھی ایک ایک قیراط (ان
کے کام کے صلے) میں دیا گیا۔ پھر ہم کو قرآن کریم عنایت ہوا۔ ہم (عصر سے
(غروب آفتاب تک کام کرتے رہے) اور کام کی تکمیل کر دی) تو ہم کو دو دو
قیراط صلہ مرحمت ہوا۔

جامع تفسیر: بہر حال العصر سے جو بھی مراد لی جائے ہر ایک تفسیر اپنی جگہ درست
ہے خواہ پورا زمانہ لیا جائے یا اس کا کوئی جزء خاص۔ ہمارے نزدیک پورا زمانہ

مراد لینا ہی اولیٰ ہے جس میں تمام مخصوص زمانے بھی داخل ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے والعصر سے پورا زمانہ مراد ہونا لکھا ہے یعنی سارا زمانہ گواہ ہے اس دعوے کے صحیح ہونے کا جس کا بیان آگے آ رہا ہے اور اس کا ایک ایک جز و ثبوت پیش کر رہا ہے اس امر کا کہ آگے تقریر آ رہی ہے وہ اپنی جگہ اٹل ہے جس کی تردید نہیں ہو سکتی۔ وہ دعویٰ یہ ہے:

ان الانسان لفی خسر کی تفسیر: ان الانسان لفی خسر۔

بیشک انسان سخت گھائٹے میں ہے اب یہاں انسان سے کیا مراد ہے۔ اس میں بھی مفسرین کرام کے اقوال ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انه اراد جماعة من المشركين كالوليد بن المغيرة والعاص بن وائل والا سود بن عبدالمطلب۔ (غیشا پوری)

یہاں الانسان سے مشرکین کی ایک جماعت مراد ہے۔ جیسے ولید بن مغیرہ عاص بن وائل اور اسود بن عبدالمطلب۔ وغیرہ جو کٹر مشرکین تھے اور اہل مکہ کے سردار مانے جاتے تھے۔ اور حضرت مقاتل فرماتے ہیں:۔ انه ابولہب۔

یہاں الانسان سے ابولہب مراد ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اور حضور کی قرابت کا کچھ بھی پاس و لحاظ نہیں کرتا تھا۔ اور اسی دشمنی کے باعث حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں جو اس کے بیٹوں سے منسوب تھیں ان کو اپنے بیٹوں سے طلاق دلوادی تھی۔ جس کی

مذمت میں سورہ قبت یدا ابی لہب نازل ہوا۔ اور ایک حدیث مرفوع میں
 ہے: اِنَّ ابوجہل۔ یہاں الانسان سے ابو جہل لعین مراد ہے۔ جس کی دشمنی حضور
 اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشہور ہے۔ یہ سب کہا کرتے تھے: ان
 محمد الفی خسار۔ یقیناً محمد گھائے میں ہیں۔ جو ہمارے الہ کو چھوڑ کر
 الہ واحد کی عبادت کرنے کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ بھلا تین سو ساٹھ خداؤں سے
 منہ موڑ کر خدائے واحد کے پیچھے جا کر کیا فائدہ کما سینگے اور اتنے زیادہ خداؤں کی
 مخالفت مول لے کر اکیلا خدا کیا کرے گا؟ بجز خسارے کے ان کو کچھ حاصل نہیں
 ہو سکتا۔ مگر جمہور مفسرین نے الانسان سے تمام افراد انسان مراد لی ہے جس میں
 ولید عاص اسود ابولہب اور ابو جہل اور ان کے جملہ ہم خیال وہم عقیدہ سبھی
 داخل ہیں۔ ہم نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔ اگر فی الواقع یہ آیت کریمہ ان
 مخصوص مشرکین کے باب میں نازل بھی ہوئی ہو تو بموجب العبرة لعموم
 اللفظ لا لخصوص السبب کے اعتبار عام لفظ کا ہوگا۔ سبب خاص کا
 اعتبار نہ ہوگا۔ اس اصول کے مد نظر الانسان سے پوری نوع انسانی مراد ہوگی اور
 آیت کریمہ کے معنی یہ ہوں گے کہ نوع انسان یعنی جس شخصیت پر انسان کا اطلاق
 ہو سکتا ہے وہ سب کے سب بڑے خسارے اور سخت گھائے میں ہیں۔ گویا
 انسانیت ہی پر لے درجے کے نقصان میں پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ خسر کی تنوین
 سے تنوین تعظیم مراد لی گئی ہے یعنی لفی خسر عظیم۔ انسان سب کے سب

بڑے گھائے اور خسارے میں ہیں۔ یہ اس لئے کہ انسان کو جو کچھ کرنا ہے وہ اسی دور و زہ زندگی میں کرنا ہے اگر نافرمانی اور معاصی میں گزار دیا جائے گا تو نقصان اور گھاٹا ظاہر ہے اور اگر مباحات میں پڑے رہو گے جن کے کرنے پر نہ کوئی ثواب اور نہ عذاب۔ تو اس کا نتیجہ بھی لا حاصل ہی رہیگا۔ اور اگر اطاعات و عبادات میں مشغول رہو گے تو ان کے مدارج بھی بے شمار ہیں جس درجہ اخلاص ہوگا اور جتنا ان میں انہماک رہیگا اس سے اعلیٰ و ارفع درجہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور یقیناً اعلیٰ و ارفع کی جزا بھی اعلیٰ و ارفع ہی ہوگی۔ اس صورت میں ہر نیک سے نیک تر انسان کو حسرت ضرور رہیگی کہ میں نے دوم درجہ کا نیک کام کیا اگر اول درجہ کا نیک کام کیا ہوتا تو اول درجہ کا ثواب حاصل کرتا۔ انسان کی یہ حسرت بھی یک گونہ نقصان اور گھاٹا ہی ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ سب انسان گھائے میں ہیں۔

الا کی تفسیر: الا۔ مگر۔ وہ جن کا بیان آگے آ رہا ہے وہ اس خسر عظیم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کو کسی قسم کے نقصان اور گھائے کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے آپ کو ایسے نقصان عظیم پانے والوں سے دور رکھا ہے۔ اور بالکل ان سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے۔ ان کا عقیدہ ان کے عقیدے سے ان کا قول قرار ان کے قول قرار سے ان کا عمل ان کے عمل سے ان کی روش ان کی روش سے بلکہ ان کی پوری زندگی ان کی پوری زندگی سے جدا گانہ ہے۔ اگر کوئی ان دونوں گروہوں پر نظر ڈالے تو بادی النظر ہی میں صاف طریقہ پر محسوس ہوتا اور دکھائی دیتا ہے کہ

یہ اوز ہیں اور وہ اور ہیں۔ دونوں میں باہم کوئی مناسبت اور یکسانیت نہیں۔ جب یہ دونوں گروہ الگ الگ ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ ان کا انجام بھی ایک نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کا انجام اس کے عقیدے قول قرار عمل روش اور طرز زندگی کے مطابق جدا ہوگا۔ یہ مستثنیٰ گروہ کن صفات کا حامل ہے اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

الذین آمنوا کی تفسیر: الذین آمنوا۔ (ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ یقین لائے۔) خدائے واحد پر جو تمام صفات کمالیہ کا جامع اور ہر عیب سے منزہ ہے۔ یعنی جملہ صفات کمالیہ جو خداوند تعالیٰ شانہ کی ذات میں ہونی چاہئیں وہ سب کی سب اس میں موجود اور وہ ان صفات سے موصوف ہے۔ اور جو صفات ایسی ہیں جو شان خداوندی کے لائق نہیں وہ ان تمام صفات سے پاک ہے) مثلاً وہ جی ہے ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ وہ عظیم ہے سب کچھ جاننے والا۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ سمیع ہے سب کچھ سنتا ہے بہرہ نہیں ہے۔ بصیر ہے سب کچھ دیکھتا ہے اندھا نہیں ہے۔ متکلم ہے کلام فرماتا ہے۔ گونگا نہیں ہے۔ اس کا سننا دیکھنا کلام فرمانا ہمارے سننے دیکھنے اور کلام کرنے کی طرح نہیں۔ ہم ان صفات کے لئے کان، آنکھ، زبان کے محتاج ہیں اس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ اسی کلام کا نتیجہ ہے کہ اس نے کتابیں نازل فرمائیں جن میں عقائد، عبادات اور امر، نواہی، معاملات، اخلاق، آداب سب کچھ بتلا دئے اور ان کے نتائج کا علم کرا دیا گیا۔ نیز ہر چیز کے حدود متعین کئے گئے اور کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی جس کی

ضرورت ہو۔ وہ مرید ہے۔ ہر کام اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ مجبور نہیں ہے۔ قدر ہے ہر چیز پر اس کو پوری قدرت ہے۔ عاجز نہیں ہے غرض ہر وصف میں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں لیس کمثلہ شینی کوئی چیز بھی اس کی مانند نہیں ہے۔ اور اسی قدرت کاملہ کا ظہور ہے کہ تمام مخلوقات پیدا کئے گئے۔ ملائکہ انبیاء و رسل علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کو امتیاز بخشا گیا۔ اور انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کے ذریعہ کتب الہی کو پڑھنے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے طور طریق بتائے گئے۔ پھر ان تمام بزرگوں کے آخر پر حضرت ختم الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو مبعوث فرمایا گیا جن کے بعد پھر کوئی نبی نہیں۔ اور آپ پر اللہ سبحانہ کی آخری کتاب قرآن کریم نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی آسمانی کتاب نازل نہ ہوگی اور آپ کی امت مرحومہ کو آخر الامم قرار دیا گیا جس کے بعد حق سبحانہ تعالیٰ کی محبوب و مقبول امت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح اکمل دین اور اتمام نعمت فرمادیا گیا اور اعلان فرمایا گیا :

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً۔ آج (۹ ذی الحجۃ الحرام ۱۰ھ کو) میں نے تمہارے دین کو درجہ کمال پہنچا دیا اور اپنی پوری نعمت تم پر اتار دی۔ اور تمہارے دین اسلام سے رضا مند و خوشنود ہو گیا۔ بس اس کو حرز جان بناؤ اور اس پر ہمیشہ پوری قوت سے قائم و برقرار رہو۔ کوئی قوت اس نعمت جاوید کو تم سے چھین

نہیں سکتی اور کوئی طاقت تم کو اس صراطِ مستقیم سے ہٹا نہیں سکتی۔ یہ اور بات ہے کہ تم خود اسکی قدر نہ جانو۔ بہر حال الذین آمنوا میں جملہ ایمانیات داخل ہیں جو ایمانِ مجمل و مفصل میں بتادئے گئے ہیں۔ اور جن کی صراحت کتب عقائد و کلام میں شرح و بسط کے ساتھ کر دی گئی ہے اور ہر امر کا ثبوت دلائل معقول و منقول سے بہم پہنچا دیا گیا ہے۔ ان کو پڑھو اگر پڑھنا نہیں جانتے تو جاننے والوں سے دریافت کر لو۔

عملوا الصالحات کی تفسیر: وعملوا الصالحات۔ ایمان کے بعد درجہ ہے عمل صالح کا۔ یعنی نیز خسرانِ مبین سے وہ گروہ مستثنیٰ ہے جو اعمالِ صالحہ اور کارہائے شائستہ کے پابند اور خوگر اور ممنوعات و مکروہات سے دور ہیں۔ چنانچہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ ارشاد باری تعالیٰ وعملوا الصالحات کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وادوا ما لزمهم من فرائضه واجتنبوا ما نهاهم عنه من معاصیه۔ (ابن جریر)

عملوا الصالحات کا مصداق وہ لوگ ہیں جو فرائض لازمہ کو ادا کرتے ہیں اور جن معاصی کے ارتکاب سے ان کو منع فرمایا گیا تھا ان سے اجتناب کرتے رہے۔ پھر یہ ادائی فرائض اور اجتناب عن المعاصی جو ہر شخص پر واجب ہے وہ ہر ایک کی استعداد اور اس کی استطاعت کے موافق ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کی استعداد و استطاعت یکساں نہیں ہو سکتی جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: فمنهم

ظالم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات
 باذن اللہ۔ کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے اور کوئی ان میں میانہ روی
 اختیار کرنے والا اور کوئی ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی
 نیکیوں کو ساتھ لے کر سبقت لے جانے والے ہوتے ہیں۔ نیز حق سبحانہ تعالیٰ کا
 ارشاد ہے: لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا خَدَائِعَ بَرْكَ وَبَرْكَ
 جان کو اتنا ہی مکلف بنایا ہے جتنی اس کی وسعت و طاقت ہے۔ استعداد اور
 استطاعت سے بڑھ کر کسی کو کسی امر کی تکلیف نہیں دیتا۔ عوام سے اہل علم کے
 فرائض متعلق نہیں کئے جاتے۔ اور اہل علم بھی ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ فوق
 کل ذی علم علیم۔ ہر صاحب علم کے اوپر ایسے اصحاب ہیں جو علم و فضل میں بڑھے
 چڑھے ہوتے ہیں۔ لہذا ہر عالم سے امام وقت کے فرائض متعلق نہیں کئے جائیں
 گے۔ یہی حال اہل عرفان کا ہے کہ ان کے بھی مدارج ہیں۔ کوئی اولیاء اللہ میں
 شامل ہیں تو کوئی ابدال کے درجہ پر فائز ہیں۔ کوئی اوتاد کہلاتے ہیں کوئی قطب
 وقت، کوئی قطب الاقطاب، کوئی غوث اور کوئی ان سے بھی بڑھ کر غوث اعظم۔
 کوئی تبع تابعین اور کوئی تابعین اور کوئی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر
 اصحاب رسول کے بھی مدارج ہیں درجات بعضہا فوق بعض۔ یہ مراتب و درجات
 ہیں جو ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔

وَتَوَاصُوا بِالْحَقِّ كِ تَفْسِير: و تَوَاصُوا بِالْحَقِّ۔ اور ایک دوسرے کو

باہم تاکید کرتے رہے حق پر قائم رہنے کی۔ تیسرا گروہ جو خسران و نقصان سے مستثنیٰ اور دور ہے ان لوگوں کا ہے جو حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ اللہ سبحانہ پر ایمان لانے اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کا یقین کرنے کی بدولت وہ دائمی خسارے سے نجات پا چکے تھے۔ پھر نیک کاموں میں لگے رہنے کی برکت سے وہ اس قابل ہوئے کہ دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے حق دار ہوئے۔ کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں اور عمل صالح کے بغیر دوسروں پر حکومت کرنے کا کوئی حق پیدا نہیں ہو سکتا جب یہ دونوں اوصاف کسی میں جمع ہو گئے تو ان کو حق پیدا ہو گیا کہ دوسروں کو بھی حق کی دعوت دے سکیں۔ اب یہ امر تحقیق طلب رہ جاتا ہے کہ حق سے کیا مراد ہے جس کی طرف دعوت دی جائے؟

الحق سے قرآن مراد ہے: حضرت قتادہ حضرت مجاہد اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: الحق کتاب اللہ۔ (ابن جریر) حق سے اللہ سبحانہ کی اتاری ہوئی کتاب (قرآن کریم) مراد ہے۔ اور حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بالایمان والتوحید (مظہری) یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں ایمان پر قائم رہنے اور اللہ سبحانہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے رہنے کی۔ ایمان میں وہ تمام ایمانیات داخل ہیں جن کا بیان ایمان مجمل اور ایمان مفصل میں کیا گیا ہے۔ اور توحید سے مراد اس امر کی تصدیق اور

اقرار کہ اللہ سبحانہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے کوئی ہستی کائنات کی اس میں شریک نہیں ہو سکتی۔ بہر حال یہ بیان مقصود ہے کہ خسارے اور گھائے سے وہ لوگ بھی مستثنیٰ ہیں جو نہ صرف اپنی ذات سے ایمان لائے اور یقین کامل رکھا اور نہ صرف خود اچھے کام کرتے رہے بلکہ دوسروں کو بھی دعوت حق دیتے رہے اور اعمال صالحہ پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسروں کے لئے بھی اس کو پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتا ہو دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کرے۔ یہی علامت مومن کامل کی ہے۔ اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ خواہ وہ خدائے عزوجل پر ایمان لانا ہو یا اس کی کتابوں کا اتباع کرنا ہو یا اس کے رسولوں کی اقتداء پیروی کرنی ہو۔ ہر امر میں جو اپنی ذات سے متعلق ہو یا دو اشخاص یا دو جماعتوں کے درمیان دائر ہو۔ مثلاً نماز روزہ یہ ایسی عبادات ہیں کہ ان کا نفع ان کے ادا کرنے والوں کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ اور بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق دو فریق سے ہوتا ہے مثلاً بیع و شراء نکاح معاہدہ وغیرہ کہ ان کی بجا آوری اور پابندی فریقین کے ذمہ عاید ہوتی ہے۔ غرض یہ تمام امور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق انجام پانے چاہئیں۔ و تواصو بالحق میں حق سے خواہ کتاب اللہ مراد لی جائے یا ایمان و توحید یا جملہ امور خیر۔ ہر ایک تفسیر اپنی جگہ درست ہے۔ اس میں باہم تضاد نہیں سب کامل اور نتیجہ ایک ہی ہے۔

حق سے مراد باطل کی ضد: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق کی تاکید کرتے رہنے کا یہ مطلب لیا جائے کہ حق کی ضد جو باطل ہے اس سے دوری اختیار کی جائے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادات سے ہو یا عبادات سے اعمال سے ہو یا اموال سے معاملات سے ہو یا معاہدات سے ہر امر میں حق پر قائم رہیں۔ حق کہیں حق کریں باطل سے دور رہیں۔ مقابلہ اپنوں سے ہو یا پرایوں سے۔ معاملہ رشتہ ناطے والوں کا ہو یا اجنبی لوگوں کا۔ بلکہ کوئی معاملہ اپنی ذات سے متعلق ہو تو اس میں بھی حق کا لحاظ رکھیں اور حق کو ہاتھ سے جانے نہ دیں کہ اسلام نام ہے دین حق کا۔ باطل کو دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ فتح مکہ ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں چھڑی لئے ہوئے کعبۃ اللہ شریف میں بٹھائے ہوئے ایک ایک بت کو دھکا دیتے جاتے اور فرماتے تھے جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ جاء الحق و ما يبدئ الباطل و ما يعيد۔ حق آیا یعنی سچا دین آیا۔ یا یہ کہ قرآن کریم آیا اور جھوٹ نکل بھاگا یقیناً جھوٹ نکل باگنے والا ہے۔ حق آیا اور باطل آئندہ کبھی منہ نہ دکھا سکیگا۔ چھڑی کے اشارے پر ایک ایک بت اوندھے منہ گرتا جا رہا تھا۔ اس طرح تین سو ساٹھ بت جو کعبۃ اللہ شریف میں بٹھائے گئے تھے کعبۃ اللہ شریف ان سب سے پاک صاف ہو گیا جس پر اب چودہ سو سال ہوتے ہیں کہ قرآن کریم کی پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلک۔ بہر حال اس آیت کریمہ

میں ہر امر خیر کرتے رہنے کی تاکید کا حکم دیا گیا ہے

وتوا صوابا بالصبر کی تفسیر: وتوا صوابا بالصبر۔ اور تاکید کرتے رہے صبر کی یعنی تکلیف و رنج کو سہنے کی۔ ایمان لانے اور عمل صالح کرتے رہنے اور حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہنے کے سلسلہ میں جو تکالیف شاقہ برداشت کرنے پڑتے ہیں ان کو سہتے رہنے کی تاکید کیا کرنا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ تو اسی بالحق میں تو اسی بالصبر بھی داخل تھا لیکن تو اسی بالصبر کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر انسان میں صبر و استقامت نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ ایمان متزلزل اور عمل صالح ناتمام اور تو اسی بالحق جس کا بیان اوپر کیا گیا بے معنی ثابت ہو کر رہ جائے۔ پھر ان امور ثلاثہ کا فائدہ کا حقہ حاصل نہ ہو اور ساری کوشش و کاوش بے نتیجہ ہو جائے۔

صبر کی اہمیت: صبر کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الايمان بضع وسبعون شعبة۔ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ اور دوسرے موقع پر فرمایا: الصبر نصف الايمان۔ ان میں سے صرف ایک صبر آدھا ایمان ہے جو کم از کم چھتیس شاخوں پر حاوی ہے۔ گویا ایک صبر کی صفت حاصل کرنے ایمان کی آدھی شاخیں ہاتھ آ جاتی ہیں۔ یہ بھی ارشاد ہوا: الصبر مفتاح الفرج صبر کامیابی اور کشائش کی کنجی ہے۔ جس انسان میں یہ وصف جس درجہ غالب ہوگا اس کو اسی کی حسابت سے اپنے

کاموں میں کامیابی حاصل ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا :
 واصبرو ما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك
 في ضيق مما يمكرون۔ اور اے نبی کریم آپ ہر مشکل میں جو آپ کو
 درپیش ہو آپ صبر فرماتے رہیں۔ اور آپ کا ہر امر میں صبر فرماتے رہنا اللہ سبحانہ
 کی اعانت ہی سے ہے ان کفار کے ناروا سلوک سے آپ اندوہ نہیں نہ رہا کریں
 اور آپ کے خلاف جو کارسازیاں یہ لوگ کر رہے ہیں ان سے آپ تنگ دل نہ
 ہوں۔ یعنی آپ ذرا صبر سے کام لیجئے پھر دیکھئے کہ کفار کی یہ ساری چال بازیاں
 کس طرح خاک میں مل جائیگی اور دیکھتے دیکھتے کیسی کامیابی آپ کو حاصل
 ہوگی؟ اسی طرح امت مرحومہ کو سراہا گیا: الصابرين في البأساء
 والضراء وحين البأس۔ جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں ان کی صفت یہ
 ہے کہ وہ تکالیف شاقہ اور ضرر رساں مواقع میں نیز حالت جنگ میں بڑے ہی
 صابر رہیں۔ جب آپ خود ایسے صابر واقع ہوئے ہیں اور آ کے رفقاءے کار کی بھی
 یہ صفت ہے تو یقین جانئے کہ ہماری اعانت بھی آپ کے ساتھ ہے اور کامیابی
 بھی آپ ہی کے ہاتھ ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں جو فتوحات اور کامیابیاں
 حاصل ہوئیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔

صبر کا مرتبہ عبادت و عبودیت: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تو اوصوا بالحق سے
 مرتبہ عبادت مراد لیا جائے یعنی ایسے کام کرتے رہنے کی تاکید جن سے حق سبحانہ

تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔ اور تواصوا بالصبر سے مرتبہ عبودیت مراد لیا جائے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ جو سلوک بھی ہو اس پر نہ صرف صبر سے کام لے بلکہ اس پر اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار کرے اور نہ صرف اظہار بلکہ اس کو جان و دل سے قبول کرے کیونکہ ارشاد باری ہے: **وَاللّٰهُ يَحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ**۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ تکالیف کے سہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ محبت جو سلوک بھی کرے وہ محبوب کی مسرت کا موجب ہوتا ہے لہذا نہ صرف خود تکالیف الہیہ سے راضی اور خوشنود رہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتا رہے۔

تواصوا کہنے کی وجہ تخصیص : یہاں تواصوا بالحق اور تواصوا بالصبر فرمایا گیا۔ وعظ و نصیحت یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ارشاد نہیں ہوا یہ اس لئے کہ تواصوا وصیت سے مشتق ہے۔ وصیت آخری حکم کو کہتے جو انسان یہاں سے چل چلاؤ کے موقع پر کر جاتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس امر کی جانب کہ وصیت کرنے والے اپنی خودی کو فنا کر چکے ہیں۔ فانی فی اللہ باقی باللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے اور موت و اقبل ان تموتوا کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ مرنے سے پہلے مر چکے ہیں۔ اسی عالم میں آنے کے بعد ان کی جو فرمائش بھی دوسروں سے ہوگی وہ حد درجہ دل نشیں ہوگی اور ہر شخص جو اس فرمائش کو سنا ہوگا وہ دل و جان سے اس کی تعمیل و تکمیل پر مائل ہوگا اور بہر صورت بلکہ بہر

قیمت اس کی تکمیل کر کے ہی دم لیگا۔ اگر واصلی کی جگہ کوئی دوسرا کلمہ ارشاد ہوتا تو یہ مطلب حاصل نہ ہوتا۔۔

ایک نکتہ: نیز یہاں آملوا‘ عملوا اور تواصوا یہ تمام صیغے ماضی کے ارشاد ہوئے ہیں۔ حال و استقبال کے صیغے ینون۔ یعملون اور یتواصون نہیں لائے گئے۔ اگر حال و استقبال کے صیغے لائے جاتے تو یہ سمجھا جاتا کہ ان صفات کے حاصل کرنے کا گویا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس کی تعمیل آئندہ زمانے سے متعلق ہوتی۔ برخلاف اس کے ماضی کے صیغے لائے جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ گویا یہ لوگ صفات مذکورہ کے ساتھ پیشتر ہی سے موصوف ہیں اس لئے یہاں انکی تعریف و توصیف فرمائی جا رہی ہے۔ ان لوگوں سے زمانہ آئندہ میں ان صفات کی تحصیل کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ یہ صفات چونکہ ان میں پہلے سے موجود ہیں اب ان سے ان اوصاف پر محض ثابت و برقرار رہنے کا مطالبہ ہے اور بس۔ اس تقریر میں جو لطف ہے وہ ارباب ذوق پر مخفی نہیں۔

سورہ العصر کی جامعیت: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: لولم یُنزل غیر هذا السورة لکفت الناس۔ اگر اس سورت شریفہ کے سوا قرآن کریم کی اور کوئی سورت نازل نہ ہوتی تو بھی یہی ایک صورت تمام لوگوں کی ہدایت کے لیے کافی تھی۔“ علمائے کرام فرماتے ہیں: لا نہا شملت جمیع علوم القرآن۔ کیونکہ یہ سورت شریفہ باوجود اتنے

اختصار کے قرآن کریم کے جملہ علوم پر مشتمل ہے۔

امر بالمعروف کا ترک موجب خسران: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں: الامر بالمعروف والنہی عن المنکر واجب من ترک کان من الخاسرین۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا شرعاً واجب ہے جس نے اس فریضہ کو ترک کیا اس کا شمار بھی گھاٹے میں رہنے والوں اور نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من رای منکم منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسا نہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان۔ (مسلم) تم میں سے جو کوئی شخص کسی خلاف شرع کام کو دیکھے تو چاہئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ (یہ فریضہ حکام کا ہے) پھر اگر کسی سے یہ نہ ہو سکے تو اس کو اپنی زبان سے منع کر دے۔ (یہ کام علماء کرام کا ہے) پھر اگر یہ نہ ہو سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے۔ اور یہ ایمان کا ضعیف تر درجہ ہے۔ (یہ کام عامۃ المسلمین کا ہے)

نہی عن المنکر کے ترک پر وعید: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ما من قوم یعمل فیہم المعاصی ثم یقדרون علی ان یغیروا ولا یغیرون الا یوشک ان یعمہم العقاب (ابو

(داؤد شریف) جس کسی قوم میں گناہ رائج ہو جائیں اور وہاں ایسے لوگ موجود
 ہوں جو اس کی اصلاح پر قادر ہیں پھر بھی وہ اصلاح نہ کریں تو قریب ہے کہ اس
 قوم پر عام عذاب نازل ہو۔ نیز حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ التحسین والتسلیمات نے فرمایا: لا یعذب
 اللہ العامة بعمل الخاصة حتی یروا المفکر بین
 ظہرانہم وہم قادرون علی ان ینکروہ فلم ینکروہ
 فاذا فعلوا ذلک عذب اللہ العامة والخاصة۔ (ابوداؤد
 ابن ماجہ بغوی) عادتہ اللہ اس طرح جاری ہے کہ چند لوگوں کے گناہ کرنے سے
 اللہ سبحانہ تعالیٰ تمام لوگوں کو مبتلائے عذاب نہیں فرماتا تا آنکہ عام لوگ اپنے
 روبرو چند آدمیوں کو گناہ کرتا ہوا دیکھتے رہیں اور باوجود قدرت رکھنے کے ان پر
 انکار نہ کریں جب صورت حال ایسی ہو جائے تو اللہ سبحانہ عام و خاص سبھی کو
 عذاب میں مبتلا فرماتا ہے: گناہ گاروں کو کو گناہ کی پاداش میں اور دوسروں کو اس
 سے منع نہ کرنے کی بنا پر کیونکہ گناہ سے راضی رہنا بھی گناہ ہے اس باب میں اور
 بھی بکثرت احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں فاعتبرو یا اولی الابصار
 رحمت الہی کی وسعت: مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس سورت شریفہ میں
 گھائے اور خسارے کی نسبت صرف اسی قدر فرمایا ہے۔ والعصران
 الانسان لفی خسر سارا زمانہ گواہ ہے کہ یقیناً نوع انسانی بالضرور بڑے

خسارے میں ہے اور جو لوگ اس گھائے اور خسارے دور ہیں ان کی شان میں ارشاد فرمایا **الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور (تکالیف پر) صبر کرتے رہے اور ان کو سہتے رہنے کی تاکید کرتے رہے وہ اس سے مستغنی ہیں۔ اس میں حدیث قدسی سبقتِ رحمتی غضبی کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں باری تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے کہیں سابق ہے۔ یعنی گھائے میں صرف ایک نوع اور فائدے میں چار انواع۔

اس اعتبار سے ان آیات کریمہ کا مضمون سورہ تین کی ان آیات کریمہ سے ملتا جلتا ہے۔ جن میں ارشاد ہوا ہے: **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ**۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین قامت اور اندازے پر پیدا کیا پھر اس کو نچلے سے نچلے درجہ میں ڈال دیا مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو ان کے لئے ثواب ہے کبھی ختم نہ ہونے والا۔ ان دونوں سورتوں کی آیات کریمہ میں جو فرق ہے اس کو اوپر بتا دیا گیا ہے۔

سورہ العصر پڑھنے کی فضیلت: حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وسلم

اجمعین کا ارشاد مبارک ہے: من قراء سورة والعصر غفر الله
تعالیٰ له وکان ممن تواصى بالحق وتواصى بالصبر -
(ابو السعود) جس شخص نے سورہ والعصر پڑھا اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کو بخش دیگا اور
اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور صبر کی
تلقین کرتے رہے۔ واللہ الموفق۔

سورہ عصر کی تفسیر ختم ہوئی واللہ الحمد۔ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ
واصحابہ اجمعین۔۔ ☆

ماخوذ از:

تفسیر قادری

الموسوم به اسم تاریخی

تفسیر کشف القلوب

از: سید الشیوخ حافظ سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہ العزیز

تکملہ

از: شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی قادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عصری پیغام

(۱۳۲۳ھ)

منظوم جائزہ و تقاضا

خدا اپنا خالق ہے معبود و سبحان

نہ بھولیں کبھی ہم الست کا وہ پیلاں

ہمیں ان کی امت میں پیدا کیا ہے

بنایا ہے رب جن کو شاہ رسولان

قیامت تلک دین روشن رہے گا

تمام اولیاء ہوں گے اس کے نگہباں

نقیب مدینہ و مکہ بنایا

زمین پر بسایا ہے اجمیر و جیلاں

کی خواجہ نے تبلیغ در اہل باطل

ہوئے جن سے ننانوے لاکھ مسلمان

ادھر غوث اعظم نے مردے جلائے

بیک وقت دیکھے ہیں ستر مریداں

فرید و نظام اور صابر کا فیضان

بنا ہے ہدایت کا شمع فروزاں

مبلغ بنے اولیائے الہی

نہ چھوٹے کوئی ان سے وادی بیاباں

ملاخیر امت کو اعزاز کثرت

بنے اہل سنت کروڑوں مسلمان

مگر شرک و بدعت کے ہتھیار لے کر

ہوئے ہیں مسلمان دست و گریباں

یہ ہم میں عجب فتنے اٹھنے لگے ہیں

یہود و نصاریٰ کے لب پر ہے مکان

کہیں زلزلے ہیں کہیں قتل و غارت

دکھاتی ہے قدرت یہ عبرت کے ساماں

تقاضائے و العصر پر غور کر لیں

تو مل جائے گا درد کا اپنے درماں

و طیرہ ہو صالح عمل زیر ایماں

یہی ہے تباہی کا بے شبہ درماں

ہے حالات کے جائزہ کا تقاضا

خدا کے لیے کر لیں منہ درگریاں

ہمیں یاد رکھنا ہے پیغام و العصر

عمل کی ہو منزل تو ہو شمع ایماں

رہیں حق پہ ہم حق کی تلقین کے ساتھ

ہمارے لیے ہے یہی درس قرآن

الگ ہو گئے راہ منزل سے ہم لوگ

ملے ہیں یہ جو ہم کو عشرت کے ساماں

لباس و غذا اور مکاں میں ہیں ہم گم

ہیں اقوام عالم میں ہم زیر حرماں

ومن یوتی الحکمت سے غافل ہوئے ہیں

جو بنتا ہے خیرا کثیرا کا ساماں

جوسائٹس و حکمت کے مالک ہوئے ہیں

وہ غالب ہیں مجبور ہم ہیں مسلمان

تباہی میں ڈالے گئے سارے افغاں

نشانے پہ ہے اب عراق اور ایراں

فلسطینیوں پر مظالم ہیں بے حد

نہیں مملکت کوئی اب ان کی پرساں

ادھر بیت مقدس بھی محصور ہوا ہے

ستم پر ستم سہہ رہے ہیں مسلمان

ہوئی مسجد باری کی شہادت

ہے مغلوبیت کا ہماری یہ اعلان

وہ بربادی بوسنیا، چیچنیا

بہاتا رہا ہم پہ آنسو یہ دَوراں

مگر پھر بھی غفلت سے جاگے نہیں ہیں

اسی واسطے ہیں مسلمان پریشاں

یہودی و عیسائی یک جٹ ہوئے ہیں

مگر منتشر ہیں یہ بھائی مسلمان

خدا کے لیے حق کی رسی کو تھامیں

کہ ناکامیوں کا یہی اک ہے درماں

وہ لڑتا ہے بے تیغ بھی جو ہو مومن

یہ ملت کے شاعر کا ہے صاف اعلان

ملوکیت اسلام میں ناروا ہے

خلافت ہے اسلام جس پر ہے نازاں

نظام حیات ہو رضائے الہی

اسی پر ہو ثابت قدم ہر مسلمان

نہیں ہم کو قانون انساں کی حاجت

دیا ہم کو معبود نے اپنا قرآن

یہ جمہوریت بھی نبی کی عطا ہے

خلافت کی تاریخ ناز مسلمان

مسلمان اسے اپنی کشتی بنالیں

نہوگی انہیں پھر کوئی فکر طغیاں

وہ صدیقی، فاروقی، ایوبی کردار

بنالیں اسے اپنی قوت کا ساماں

بنے حرز جاں اپنا ارشاد طارق

بنے راہبر ہمت ٹپو سلطان

وہ اربعہ ائمہ کے بن جائیں پیرو

بنائے حدیثوں کو جو شمع ایماں

ہیں کثرت میں غالب سبھی اہل سنت

لہم بشری والوں کا لے کر کے داماں

خدا کے لیے اس پہ قائم رہیں ہم

رہ بوکر اور فاروق و عثمان

چلے جس پہ حسنین اور شیر یزداں

اولیں اور سلماں، بلال اور حساں

وہ حور و ملک اس کے مشتاق ہوں گے

دلوں میں رہے گر شہادت کا ارماں

فسادات گجرات بھی امتحاں ہیں

بنے جو ہماری شہادت کا عنوان

فلک اور بھی آزماتا رہے گا

نہ چھوٹے کبھی صبر و ہمت کا داماں

وہ معصوم جانوں کو جو رشک گل تھے
 ہوئی لے کے آغوش میں آگ پشیمان
 محرم سے پہلے ہوئی یاد کر بل
 مشیت خدا کی ہمارا ہے ایمان
 نہ گھبرائیں ہم عصر کا جائزہ لیں
 ہے خالق ہمارا رحیم اور رحماں
 وہ اصحاب فیل اور فرعون کا انجام
 ہمارے لیے ہے مشیت کا اعلان
 جنیں بھی مرے بھی خدا کے لیے ہم
 بنے گا یہی عزم، عزت کا سامان
 الہی کرم کر ہے اپنا وسیلہ
 یہ نعتِ نبی اور یہ حمد سبحان
 ملی ہے تجھے اس کی توفیق ثاقب
 ہے پیغام و العصر منشائے رحماں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وقت کا تقاضا

واعتصموا بحبل ہے قرآن میں
اہمیت اس کی ہے اپنے ایمان میں
روشنی ہے اسی کی تو ایقان میں
ہے یہ حربہ بڑا اپنے سامان میں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اب کسی پر ہمارا بھروسہ نہیں
زور بازو سے بڑھ کر سہارا نہیں
اب مصائب کا طوفان ویسا نہیں
اک سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہم نے اپنے وطن کو دیا کیا نہیں
 کیا اسے سب سے برتر بنایا نہیں
 خون سے کیا گلستاں کو سینچا نہیں
 پھر بھی ان کو وجود اپنا بھاتا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

بادشاہت میں اپنی تھیں گل کاریاں
 سارے فرقوں میں تھیں آپسی یاریاں
 تھیں وہ تہذیب باہم کی سرشاریاں
 کچھ دکھاتے یہں اب اس کو چنگاریاں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اس طرف الم جو باندھے ہیں اپنی کر
 اس طرف ہم سے ہیں محض بے خبر
 دیکھ لو ان آفات سے یوں نہ ڈر
 ہم کو برباد کہہ رکھ صرف اپنی نظر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

وہ نہ سمجھیں کہ طوفاں سے ڈر جائیں گے
 ہم وطن ہی کے سینے پہ مرجائیں گے
 حق نے چاہا مقدر سنور جائیں گے
 خوں کے دریا سے ہم پار اتر جائیں گے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دلیں کو دیکھ کر اب ہیں آنسو رواں
 دیکھتے چار جانب ہیں بربادیاں
 آج جیلوں میں ہیں پھول سے نوجواں
 جل رہے ہیں مکاں اٹھ رہا ہے دھواں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 یہی بھائیو

سب تھرو سہ نہیں
 زور بازو سے بڑھ کر سہارا نہیں
 اب مصائب کا طوفان ویسا نہیں
 اک سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں

حق کی رسی کو مضبوط
 دھڑ دھڑ اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کھیل تلوار و خنجر کا ہے چار سو
 زخم خوردہ نظر اتے ہیں کو بہ کو
 کچھ فسادات چھپ کر تو کچھ روبرو
 رزم کا سا ہے منظر کبھی دوبدو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہیں فسادی مسلح کھڑے اک طرف
 اور پولیس ہتھیار سے اک طرف
 قائدین اور لیڈر پڑے اک طرف
 ہیں مسلمان سبے ہوئے اک طرف

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کچھ وہ ظالم جو باندھے ہیں اپنی کمر
 اپنے انجام سے ہیں محض بے خبر
 اے مسلمان آفات سے یوں نہ ڈر
 نصرت حق پہ رکھ صرف اپنی نظر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اک طرف فرقہ واری جنوں کی پہل
 اک طرف اس کا ہوتا ہے رد عمل
 سب کے سب ہیں اسی کھیل میں آج کل
 پارٹی ہو پریشد ہو یا کوئی دل
 حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنا شیوہ نہیں نالہ درد و غم
 آزمائش میں ہوں اپنے ثابت قدم
 ٹوٹنے پائے ہرگز نہ اپنا بھرم
 مانگئے اپنے مولا سے لطف و کرم
 حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کوئی مرتا نہیں حکم خالق بناء
 تھا یہ ایقان حضرت علی مرتضیٰ
 آپ تنہا ادھر دشمنوں کا پرا
 سب پہ غالب رہے بن کے شیر خدا
 حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ماسوا سے مسلمان ڈرتا نہیں
 وقت آجائے تو پھر وہ ملتا نہیں
 بزدلی میں جکڑ کر وہ بچتا نہیں
 پھر شہادت سے کیوں وہ سنورتا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حق تعالیٰ کی رحمت شہادت میں ہے

زندگی کی مسرت شہادت میں ہے

مرد مومن کی عظمت شہادت میں ہے

عاصیوں کی برات شہادت میں ہے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عزم راسخ سہارا ہے آفات میں

ہر اجالا ہے اپنی روایات میں

کام لینا ہے ہمت سے خطرات میں

گھوڑے دوڑا دیئے بحر ظلمات میں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہاں یہ سچ ہے یہاں اب سکوں بھی نہیں
 یہ زمیں بن گئی کربلا کی زمیں
 راہ حق سے قدم ہٹ نہ جائیں کہیں
 دیکھ لو اسوہ ہاشمی نازنین

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

بے قصوروں پر حملہ یہ اچھا نہیں
 یہ خدا کو کسی کو گوارا نہیں
 ہاتھ کمزور پر تو اٹھانا نہیں
 ظالموں پر مگر رحم کھانا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

غیر مسلم سے ہم کو نہیں دشمنی
 چاہتے ہیں کہ پر امن ہو زندگی
 اپنا مذہب سکھاتا ہے ہم کو یہی
 بھائی اک دوسرے کے ہیں سب آدمی

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہند میں دین کا یہ جو ڈنکا بجا
اور مسلمان کا بول بالا رہا
یہ جو اسلام کا ہے چمن یاں ہرا
عالموں سے سوا اولیاء سے ہوا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عظمت مصطفیٰ الفت اولیاء

ہے یہی اپنا سرمایہ بے بہا

راستہ کچھ جو اپنائے اس کے سواء

بن گئی بات یہ وجہ قہر خدا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عصر حاضر کی تاریخ پر ہو نظر

اب زمین عقیدت ہے زیر و زبر

مختلف ہیں عقائد میں باپ اور پسر

بدعقیدت کے فتنہ کا ہے یہ اثر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

سینہ فرش سے وہ جو دولت ملی
خوش عقیدت بدلنے پہ وہ خرچ کی
عیش و عشرت کے سماں سجانے لگی
دین و ملت کی عزت مگر لٹ گئی

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دین و ایماں سے ہے کس قدر فاصلہ
اپنے اعمال کا لیں ذرا جائزہ
الفت مصطفیٰ سے ہوں آراستہ
قلب ہو ان کے انوار کا آئینہ

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

سب کو چھوڑیں مگر ہم نہ چھوڑیں نماز
کامیابی کا اس میں نمایاں ہے راز
اس سے ملتا ہے ہر ایک جا امتیاز
دور ہوتا ہے سب اس سے درد و گداز

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حکم رب العلا بر ملا ہے نماز
دین کا ایک ستون بے شبہ ہے نماز
بالیقیں رحمتوں کی ردا ہے نماز
عبد و معبود کا رابطہ ہے نماز

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنے سارے خرافات کو چھوڑ دو
اپنی جھوٹی روایات کو چھوڑ دو
شادیوں میں مباہات کو چھوڑ دو
غیر شرعی رسومات کو چھوڑ دو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

گھوڑے جوڑے کی آفت بنی ہے دہال
ہو گئی ہے ہزاروں کی شادی محال
اب تو معیار ہے صرف مال و جمال
دینداری شرافت کا کب ہے خیال

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو

وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنی صورت و سیرت مسلمان کرو
 وصف اسلام و ایماں نمایاں کرو
 آرزوئے شہادت کا سماں کرو
 زندگانی کو رشک بہاراں کرو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اختلافات باہم کو اب چھوڑ دو
 اب تو کندھے سے کندھا ملا کر چلو
 دشمنوں کے ارادوں کو پہچان لو
 ایک مضبوط دیوار بن کر رہو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دیکھئے کشتی نوح کیوں بچ گئی
 بس یہی ناکہ حق کی مدد ساتھ تھی
 منکروں ظالموں کی تو دنیا لٹی
 دیکھو تاریخ کی ہے نصیحت یہی

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

آئے جبریل امیں جب پئے امتحاں
تو کہا خود خدا ہے مرا نگہباں
ہے خلیل بکرم کی یہ داستاں
نار نمرود خود بن گئی گلستاں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کیا نہیں یاد عبرت کا یہ واقعہ
لنگڑے مچھر نے نمرود کا کیا کیا
ناک میں گھس کے بھیجے کو سب کھالیا
سر کو پٹوا کے آخر وہ مر ہی گیا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنے موسیٰ کی وہ زندگی دیکھ لو
اور فرعون کی دشمنی دیکھ لو
حق کی نصرت ادھر ساتھ تھی دیکھ لو
فوج سب غرق دریا ہوئی دیکھ لو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اک طرف ابرہہ کا بھی انجام ہے
مطلب پر خدا کا وہ انعام ہے
نصرت حق کا کب سے یہ اعلام ہے
کٹ ہی جائے گا جو ظلم کا دام ہے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عہد سرکار ﷺ جنگ بدر دیکھ لو
دشمنوں کی تھی کثرت ادھر دیکھ لو
یاں فقط تین سو تیرہ سر دیکھ لو
ان ہزاروں پہ فتح و ظفر دیکھ لو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دیکھئے جنگ طائف حنین واحد
ہو کے غالب بھی مغلوب ہوئی فوج بد
ہے یہ تاریخ اپنی ازل تا ابد
نصرت حق تعالیٰ بنی ہے سند

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حکم فاروق کا چل گیا نیل پر
 جھک گیا دست حیدر پر خیر کا در
 اندلس پر چلا طارق نامور
 طاقت حق تھا ایوبی وہ سربر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حکم ممبر سے فاروق نے جب دیا
 تین سو میل سے سن لیے ساریا
 دور فاروق نے دین کو غالب کیا
 اور کسری کی طاقت نے ماتم کیا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنے شبیر کا اسوہ جانفزا
 ظلم اور جور سے تھا نبرد آزما
 دین کی ناموس پر گھر کا گھر کٹ گیا
 سر نہ ان کا یزیدوں کے آگے جھکا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کربلا میں ہوئے فائز امتحان
 راہ حق میں دیئے اہل بیت اپنی جاں
 کامیابی سمجھ کے تھے وہ شادماں
 دیکھو مختار و انجام بد باطنان

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

فخر اسلام خالد تھے ابن ولید
 تھے جو سیف خدائے حمید مجید
 کارناموں میں ہیں آپ فرد فرید
 ساٹھ سے ساٹھ ہزار کو شکست شدید

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دین حق کی ہمیں اس میں الفت ملی
 جب بلال حبش کی وہ سیرت ملی
 تاجدار حرم کی محبت ملی
 جب اولیں قرن کی وہ صورت ملی

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حق کی نصرت لیے ساتھ ہے مرجبا
 شان غوث الوری شان خواجہ پیا
 کون ہم کو مٹا دے سکے گا بھلا
 ہے وطن کی زمیں پر صف اولیاء

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عالم روم کی دیکھئے مثنوی
 شمس تبریز سے لیجئے روشنی
 ان کے دامن میں ہے دولت آگہی
 اور حسن عقیدت کی تعلیم بھی

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہند میں آئے جب خواجہ خواجگان
 ساری طاقت مخالف تھی اور حکمراں
 ساتھ خواجہ کے تھی طاقت کن نکاں
 جھک گیا ان کے ہاتھوں پہ ہندوستان

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حق سے وابستگی کا تھا کیا مرتبہ
دیکھو شانِ نظام اور صابرِ پیا
بادشہ وقت کا سرنگون ہو گیا
الٹی مسجد ہوئی شہرِ کلیر جلا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ٹھیکری کی عبارت نے کیا کر دیا
آندھیوں میں دیا ٹمٹاتا رہا
حال دیکھو شجاع کی کرامات کا
مصر کی آگ کو یاں سے ٹھنڈا کیا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دور اکبر جہانگیر و شاہجہاں
قابلِ ناز تھا دور امن و اماں
سب روادار تھے آصفی حکمراں
مل کے رہتے تھے سب اور تھے شادماں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ان کو کب تک یہ سوز دروں چاہئے
 بربریت کو اب سرگوں چاہئے
 حال اس کے سوا کیا زیوں چاہئے
 ظلم حد سے بڑھا اب سکوں چاہئے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

خون اپنا نہیں جائے گا رائیگاں
 پوچھئے ان سے وہ جو ہیں تاریخ داں
 ہم تو دیتے رہیں گے یونہی امتحان
 اب دکھائے گا انجام وہ آسمان

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

وقت کے اس تقاضے کو پہچان لو
 حق تعالیٰ کی مرضی پر چلتے رہو
 چاک ہونے نہ دو دامن صبر کو
 مصطفیٰ جان رحمت کو آواز دو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

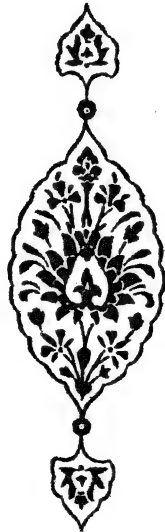
پھر الٹ دی ہے تاریخ اپنے ورق
 خون انساں سے رنگین ہوا ہے افق
 اب زمانہ ہمیں دے رہا ہے سبق
 مرد میدان بننا ہے پھر بہر حق
 حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہم ہیں ابنائے ملت برے یا بھلے
 اور طوفان کی گود میں ہیں پلے
 آئیے اب تو ملت کے پرچم تلے
 سطح دریا پہ کشتی سلامت چلے
 حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

غمزدوں دکھ بھروں کی حمایت کرو
 مال و دولت سے ان کی اعانت کرو
 خوش عقیدت کو شمع ہدایت کرو
 دین اسلام کی دل سے خدمت کرو
 حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اب لرزتا ہے ثاقب کے ہاتھوں قلم
 دیکھ کر چار جانب یہ ظلم و ستم
 ہم جو کھتے رہیں گے نہیں اس کا غم
 خوں سے روشن رہے اپنی شمع حرم

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
 وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منظوم تعارف

مسلم پرسنل لا بورڈ

دوران ۱۶ واں سہ روزہ سالانہ اجلاس

بمقام حیدر آباد دکن - ۲۳ تا ۲۱ جون ۲۰۰۲ء

پنا کردہ ۱۹۷۲ء منجانب مولانا منت اللہ رحمانی صاحب

جس کی رہنمائی مولانا طیب قاسمی صاحب 'مولانا سید ابوالحسن علی

ندوی صاحب اور مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب نے کی۔ جن کے

بعد حضرت مولانا سید رافع حسن ندوی صاحب با اتفاق آراء صدر منتخب

ہوئے ہیں۔۔

ہند میں ناز مسلمان پرسنل لا بورڈ ہے

شان ملت کا نگہاں پرسنل لا بورڈ ہے

ملت بیضا کے حق میں ہے مشیت کا یہ فیض

بالیقیں اک فضل رحماں پرسنل لا بورڈ ہے

منت اللہ * طیب * ندوی * مجاہد قاسمی

ان کی کوشش سے نمایاں پرسنل لا بورڈ ہے

اہل علم و اہل دانش، اہل حق سب ساتھ ہیں

غم گسار ہر مسلمان پرسنل لا بورڈ ہے

اپنی منزل تک رسائی جس سے آساں ہوگئی

ایسی اک شمع فروزاں پرسنل لا بورڈ ہے

عدلیہ اور اہل اقتدار بھی ہیں قدر داں

مشعل قانون قرآں پرسنل لا بورڈ ہے

اہل عالم کی نگاہوں کا بھی یہ محور بنا

مثل اک انجم درخشاں پرسنل لا بورڈ ہے

اس دکن کی سرزمین بھی ناز کرتی ہے بہت

بن گیا رہبر بہاراں پرسنل لا بورڈ ہے

رابع حقی و قرینتی اور ادیسی اور حمید

جس کے ہیں اب خاناماں پرسنل لا بورڈ ہے

عظمت سلطان کونین سب کی ہو مطلوب جاں

باہمی ربط مسلمان پرسنل لا بورڈ ہے

بانٹتی ہے شادمانی فکر ثاقب صابری

ہیں منور جس سے ارماں پرسنل لا بورڈ ہے

منظوم تعارف موجودہ صدر

عالی قدر حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی صاحب

ہند میں اپنے قائد ملت رابع حسنی ندوی ہیں

آج مسلمانوں کی عظمت رابع حسنی ندوی ہیں

حسن سیادت حسن قیادت ان کے ہیں اوصاف جمیل

سرور کونین کی اک عمرت رابع حسنی ندوی ہیں

شخص قانونی مجلس کے آپ بنے ہیں صدر عظیم

اہل حق کی جان وحدت رابع حسنی ندوی ہیں

عالم دیں ہیں عامل شرع، تقویٰ کے ہیں امین و نقیب

دین و ملت کی اک دولت رابع حسنی ندوی ہیں

ان کو اپنا رہبر مانیں، ان کے دامن کو ہم تھا میں

اپنے لیے اللہ کی رحمت رابع حسنی ندوی ہیں

یا رب ان کو یونہی رکھے حشر تک با فیض سلامت

اپنے لیے انوار قیادت رابع حسنی ندوی ہیں

ارض دکن کے سارے مسلمان ثاقب اب سرور ہوئے ہیں

جن کے لیے ہے نذر عقیدت رابع حسنی ندوی ہیں

منظوم تعارف کل ہند مجلس تعمیر ملت

دکن میں ملت اسلامیہ کے مسائل کی ترجمانی اور رہنمائی و تعمیل کے لیے ۱۹۵۰ء میں بزم احباب کے نام سے حضرت مولانا سید خلیل اللہ حسینی صاحب کے ہاتھوں قیام عمل میں آیا۔ اور ۱۹۵۴ء سے مجلس تعمیر ملت سے موسوم ہوئی جس کے صدر حضرت سید خلیل اللہ حسینی صاحب صدر اور حضرت عبدالرحیم قریشی صاحب معتد رہے اور اب حضرت قریشی صاحب اس کے صدر ہیں۔۔۔

ہے ملت کی تعمیر، تعمیر ملت	مسلمانوں کی توفیر تعمیر ملت
فلاحی افادات کا ایک مرکز	ہے تاریخی تصویر تعمیر ملت
ہے ملت کے ایوان کو ناز جس پر	حسین ایک شہیر تعمیر ملت
خلیل اس کے بانی، رحیم اب ہیں شمع	سکندر کی تنویر تعمیر ملت
ہے دینی و ملی مسائل میں بے باک	صداقت کی شمشیر تعمیر ملت
مسلمان اسے تھام کر سرخرو ہوں	ہے عظمت کی زنجیر تعمیر ملت
اسی میں ہیں تابندہ منزل کی راہیں	ہے قسمت کی تحریر تعمیر ملت
دکن کے مسلمان کے حق میں ثاقب	ہے سامان تدبیر تعمیر ملت

تعارف

حمید یہ ایجوکیشنل سوسائٹی، ٹولی چوکی، حیدر آباد

الحمد للہ! ٹولی چوکی علاقہ میں مقیم ایک ہمدرد و خیر خواہ ملت اصلاح معاشرہ کی ارز و مند شخصیت حامل حکمت و طبابت محترم المقام اقبال بابا کملیہ سابق صدر ریاستی جمعیت العلماء، حیدر آباد شہر اپنے رفاہی و خیر خواہی مقاصد کی عمل آوری کے لیے اپنے والد بزرگوار حضرت عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں حمید یہ ایجوکیشنل سوسائٹی قائم کر کے اس کے زیر اہتمام اپنے ذاتی صرفہ سے ایک مدرسہ بنام فیض القرآن قائم کیا جس میں اس علاقہ کے تین صد طلباء و طالبات ناظرہ قرآن خوانی اور ابتدائی دینی تعلیم کی جماعتوں میں زیر تعلیم ہیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہ ایک دارالعلوم بن جائے گا۔ اس کے علاوہ اس سوسائٹی کے زیر اہتمام عظمت رسول اکرم ﷺ، عظمت صحابہ کرام اور عظمت اولیائے عظام کی فضیلت کے جلسوں نیز نعتیہ و منقبتی مشاعروں اور محافل کا انتظام کیا جاتا ہے۔

بانی سوسائٹی کی یہ گراں قدر خدمات لائق تشکر ہیں۔۔۔

تعارف فیضان ولایت ٹرسٹ

میرے بادی برحق حضور قطب العرفان ہاشمی و صابری علیہ الرحمۃ و الرضوان کے فیضان نسبت اور چشم عنایت نے شعری و ادبی صلاحیتوں کو جلا بخشا اور تصنیف و تالیفات کی توفیق سے نوازا۔ وہیں اس دور میں جب کہ اسلام سے وابستگی کا دعویٰ دار ایک طبقہ عظمت رسالت اور فیضان ولایت سے بغض و عناد کا حامل اور باہمی افتراق و نفاق کا ساعی ہے اس کی تحریک نے اس وابستہ دامن ولایت کو اس امر کے لیے آمادہ و متحرک کر دیا کہ اپنے عقیدہ و مسلک کی حقانیت کی روشنی کو پھیلانے کے لیے اپنی انفرادی توجہ اور کوشش کو ایک اجتماعی و اشتراکی شکل دی جائے اس لیے اپنے بھی خواہوں اور مخلصین کے مشورہ سے فیضان ولایت ٹرسٹ قائم کر کے اشاعتی اور تعلیمی مقاصد کو روبہ عمل لایا جائے۔

الحمد للہ اس ٹرسٹ کو قائم کر کے اس کے نام سے مفید ضروری اور معلومات آفریں کتب شائع کی جا رہی ہیں۔ بفضل تعالیٰ اس حقیر صابری شاعر و ادیب کی حسب ذیل کتب اب تک شائع ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے جس کے لیے میں جس قدر اپنے مہربان پروردگار کا شکر ادا کروں کم ہے۔

تفصیل کتب مطبوعہ سابقہ و حالیہ

- (۱) فیضان عرفان۔ (۲) گلدستہ نجمۃ الثاقبہ۔ (۳) جشن میلاد سرور کونین
- (۴) وقت کا تقاضا۔ (۵) شان غریب نواز۔ (۶) شان ہند الوہی۔
- (۷) شان بندہ نواز۔ (۸) شان محبوب الہی۔
- (۹) شان مخدوم صابر پاک۔ (۱۰) شان رحمت (گلدستہ نعت)۔
- (۱۱) گلدستہ سخن حصہ اول۔ (۱۲) گلدستہ سخن حصہ دوم۔
- (۱۳) اسلامی تصوف اور خانقاہی نظام کی روشنی
- معد انگریزی ترجمہ و مضامین۔
- (۱۴) عصری پیغام۔ حالات کا جائزہ و تقاضا منظوم

آخر میں ناظرین و قارئین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے
طور پر جس طرح ممکن ہو ٹرسٹ کے مقاصد میں تعاون کے ذریعہ حوصلہ
افزائی فرمائیں۔

(ثاقب صابری)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہدیہ تشکر

اس کتاب کی ترتیب و اشاعت کے سلسلہ میں ان کرم فرماؤں نے اپنے مشوروں، اپنے تاثرات و تعاون کے ذریعہ میری حوصلہ افزائی کی ہے ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اور ان کی درازی عمر و اقبال کا دعا گو ہوں۔۔

محترم ڈاکٹر رحیم الدین کمال صاحب، محترم ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی صاحب، محترم ڈاکٹر میر نجم الدین علی خاں صاحب، محترم دانشور جناب مصلح الدین سعدی صاحب، مولانا سلیمان سکندر صاحب، نائب صدر تعمیر ملت، مولانا عرفان اللہ شاہ صاحب نوری، محترم جناب مولوی محمد قمر الدین صاحب صابری، SAM کمپیوٹرز مغلیہ پورہ، جناب جنید پاشا صاحب جنید گرافکس، خصوصیت کے ساتھ جناب سلطان احمد صاحب قائد کانگریس پارٹی و مستاجر جنگلات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ایسے صرفہ سے اس کتاب کا ہمہ رنگی ٹائٹل تیار کروایا۔۔

ثاقب صابری